پیش لفظ

کھوج ، تلاش اور تحقیق بلاشبہ ایک ہی عمل کے مختلف نام ہیں ۔میدانِ تحقیق وتلاش میں محقق کو جن دشواریوں کا سامنا رہتا ہے اس سے ایک محقق ہی درست طور پر آشنا ہوتا ہے ۔موضوع کی تلاش سے لے کر مواد کی فراہمی. جانچ پڑتال اور پھر کسی منطقی نتیجے پر پہنچنا طویل اور صبر آزما عمل ہے ۔اس حوالے سے جلد بازی یقیناً محقق کو درست نتائج سے دور لے جاتی ہے ۔بہر حال درست موضوع کا انتخاب تحقیق کار کے جذبہ کھوج کو بڑھا دیتا ہے ۔

''بٹالوی برادران اوران کی ادبی خدمات''

ایک ایسا موضوع تھا جس کے انتخاب میں ڈاکٹر سہیل احمد خان (مرحوم)اورڈاکٹر محمد خان اشرف کا اہم کردار رہا۔ عاشق حُسین بٹالوی ،آغا بابر اور اعجاز بٹالوی اردو ادب کی وہ شخصیات ہیں جنھوں نے اپنی تحریروں کی بدولت مختلف اصناف ادب میں نمایاں خدمات انجام دیں یہی وجہ ہے کہ موضوع کے انتخاب کے دوران کسی ایک شخصیت کی بجائے ''بٹالوی برادران'' کو موضوع بحث رکھا گیا۔

مقالے کی تیاری کے ضمن میں بہت سی مشکلات درپیش رہیں جن میں مصنفین کی کتب کی عدم دستیابی اور مضامین کی رسائل وجرائد میں تلاش وجستجو وغیرہ شامل ہے ۔اس کے باوجود میری یہ بھرپور کوشش تھی کہ میں بٹالوی برادران کی تمام تر ادبی خدمات کو سامنے لاؤں ۔اب یہ طالب علمانہ کاوش آپ کے سامنے ہے ۔

یہ مقالہ چار حصوں اور مجموعی طور پر تیرہ (۱۳)ابواب پر مشتمل ہے ۔

حصہ اوّل: بٹالوی برادران ....ایک تعارف

حصہ دوم: عاشق حسین بٹالوی..............................ادبی خدمات

حصہ سوم: آغا بابر (سجاد حُسین)............................ادبی خدمات

حصہ چہارم: اعجاز حُسین بٹالوی..............................ادبی خدمات

''حصہ اوّل: بٹالوی برادران ....ایک تعارف'' میں شامل پہلا باب ''پس منظر و پیش منظر'' کے عنوان سے ہے جس میں بٹالہ شہر کی تاریخ، بٹالوی برادران کے خاندانی پس منظر، عاشق حُسین بٹالوی، آغا بابر اور اعجاز حُسین بٹالوی کے حالاتِ زندگی اور شخصیت کو پیش کیا گیا ہے ۔اس حوالے سے مختلف شخصیات کی آرا بھی درج کی گئی ہیں جن کی روشنی میں بٹالوی برادران کی مکمل شخصیت اُبھر کر سامنے آگئی ہے ۔

''حصہ دوم: عاشق حسین بٹالوی..............................ادبی خدمات'' ہے ۔اس میں شامل دوسرا باب عاشق حُسین بٹالوی کی افسانہ نگاری کے حوالے سے ہے ۔جس میں افسانہ کی تعریف مختصراً روایت بیان کرنے کے ساتھ عاشق صاحب کے افسانوی مجموعوں سوزِ ناتمام، راہگذر اور شاخسار کے موضوعات تکنیک ، زبان وبیان ، کردار نگاری ، جزئیات

نگاری، اور منظر کشی کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

''تیسرا باب'' عاشق حُسین بٹالوی بہ حیثیت ڈرامہ نگار ہے جس میں اُردو ڈرامہ، ریڈیائی ڈرامہ نگاروں کا بیان پھر ''تاریخ اور افسانہ'' میں شامل چار ریڈیائی فیچرز اکبر اور ابوالفضل، خسرو کی بغاوت، غلام قادر روہیلہ اور گولکنڈے کے آخری ایام کا فنی وفکری تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالے کا چوتھا باب عاشق صاحب بہ حیثیت خاکہ و مضمون نگار ہے جس میں خاکہ کی تعریف، ''چند یادیں چند تاثرات'' میں شامل مختلف سیاسی، ادبی اور صحافتی شخصیات پر مشتمل اُنتیس (۲۹) خاکوں کا تنقیدی جائزہ پیش کرنے کے ساتھ ''چند تاثرات'' کے زیرِ عنوان سینتیس (۳۷) مضامین پر مشتمل عاشق بٹالوی کے مشاہدات پر نظر ڈالی گئی ہے۔

''پانچواں باب'' سیاسی مورخ کی حیثیت سے عاشق صاحب کی خدمات پر مشتمل ہے۔''اقبال کے آخری دو سال'' اور ''ہماری قومی جدوجہد'' کی دونوں جلدوں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے عاشق صاحب کی تاریخ سے بھرپور دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے۔

''حصّہ سوم: آغا بابر (سجاد حُسین) ....ادبی خدمات'' پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں شامل چھٹے باب میں آغا بابر کی افسانہ نگاری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں چاک گریباں، لب گویا، اڑن طشتریاں، پھول کی کوئی قیمت نہیں اور کہانی بولتی ہے میں شامل افسانوں کی فہرستیں، موضوعات، تکنیک اور اسلوب بیان شامل ہے۔

''ساتویں باب'' میں آغا بابر کی ڈرامہ نگاری موضوع بحث ہے۔ اس حوالے سے سیز فائر، اڑن طشتریاں، بڑا صاحب، گوارا ہو نیشِ عشق، آخرِ شب عرف میراجی کی موت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

''آٹھویں باب'' میں مضمون نگار کی حیثیت سے آغا بابر کی خدمات کا بیان ہے جبکہ باب نہم بطور مترجم ہے۔

مقالہ میں شامل ''حصّہ چہارم: اعجاز حُسین بٹالوی..............................ادبی خدمات'' کے حوالے سے ہے۔ اس حصے میں دسواں باب اعجاز حُسین بٹالوی بہ حیثیت افسانہ نگار ہے۔ افسانہ نگاری کے ادوار کا مختصراً جائزہ کے بعد افسانہ نگار کی حیثیت سے اعجاز حُسین بٹالوی کے مجموعہ ''اعجاز بیان'' میں شامل افسانوں کا تجزیاتی اور تاثراتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

''گیارھواں باب'' بطور تبصرہ و تجزیہ نگار ہے جس میں ''اعجاز بیان'' میں شامل ''ساقیا ساقیا کتاب کتاب'' کے عنوان اٹھائیس (۲۸) تبصروں اور جائزوں کا علیحدہ علیحدہ تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اُن کی تنقیدی بصیرت کے مختلف رنگ سامنے آجائیں۔

''بارھویں باب'' میں اعجاز حُسین بٹالوی بہ حیثیت مضمون نگار سے ''کچھ ادبی مضامین'' کے زیرِ عنوان اکیس (۲۱) مضامین کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے موضوعاتی حوالے سے انہیں چار مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ ادبی

۲۔ شخصی

۳۔ تعزیتی

۴۔ سیاسی

اس کے علاوہ مکتوب لندن اور آج کی بات کے زیرعنوان اعجاز صاحب کی ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والی تقاریر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے

"تیرھواں باب بطور شاعر اعجاز صاحب کی فنی شخصیت کے ایک اور رُخ کو ظاہر کرتا ہے۔

آخر میں ضمیمہ جات ہیں جن میں بٹالوی برادران کے حوالے سے ڈاکٹر وحید قریشی سے ایک ملاقات کا احوال، اعجاز حُسین بٹالوی کی اسناد کا عکس، بائیوڈیٹا، گورنمنٹ کالج گزٹ کا عکس، اعجاز صاحب کا انگریزی زبان میں تحریر کردہ مضمون اور متفرقات شامل ہیں۔

مقالے کے آخر میں کتابیات درج ہیں۔ زیرنظر مقالے میں جن کتب ورسائل اور دیگر ماخذ کو حوالے کا درجہ حاصل ہے انہیں کتابیات کے ضمن میں ترتیب سے پیش کر دیا گیا ہے۔ مقالہ لکھنے کے دوران مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ یہ ایک ایسا موضوع تھا جس پر بہت کم لکھا گیا اور مجھے راہنمائی کے لیے خاطر خواہ مواد ملنے کی اُمید نظر نہیں آتی تھی لیکن میرے استادِ محترم ڈاکٹر محمد خان اشرف نے میری حوصلہ افزائی اور راہنمائی کی اور اس سلسلے میں میری بھرپور مدد کی جس کے لیے میں ان کی شکرگزار رہوں۔

ان کے علاوہ مواد کی فراہمی میں جن حضرات نے میری مدد کی ان میں اعجاز حُسین بٹالوی کے صاحبزادے سلمان بٹالوی اور بیگم فلاحت اعجاز کا نام اہمیت کا حامل ہے جنھوں نے اعجاز صاحب کے Study Room تک میری رسائی کو ممکن بنایا۔ اس کے علاوہ مختلف شخصیات کے خطوط اور حلقہ ارباب ذوق کے رجسٹر مطالعہ کے غرض سے دیئے۔

ڈاکٹر وحید قریشی (مرحوم) نے اپنے آخری ایام میں ملاقات کو ممکن بناتے ہوئے تینوں بھائیوں کی شخصیت کے مختلف پہلو اجاگر کیے۔

ڈاکٹر سہیل احمد خان (مرحوم) نے نہ صرف مفید مشوروں سے نوازا بلکہ کتب کی فراہمی میں مدد کی صائمہ کاظمی نے مواد کی فراہمی میں ہر ممکن مدد کی۔

ان کے علاوہ میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو ڈاکٹر سعادت سعید اور تمام اساتذہ کرام کی شکرگزار ہوں جنھوں نے اس مقالے کی تکمیل میں میری مدد اور حوصلہ افزائی کی۔

یہ مقالہ میری طالب علمانہ کاوش ہے جو اساتذہ کرام کی شفقت اور راہنمائی کا نتیجہ ہے۔ آخر میں میں استادِ محترم ڈاکٹر محمد خان اشرف کی ایک بار پھر ممنون ہوں جنھوں نے نہ صرف مقالے کی رہنمائی کی بلکہ قدم قدم پر میری ہمت بندھائی۔